تجدّد پسندوں کا موقف

☆ ══════ پروفیسر رفیع اللہ

مجلہ "چراغِ راہ" کراچی ادارہ معارفِ اسلامی کا ترجمان ہے۔ اس ادارہ کے صدر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ہیں۔ اگست ۱۹۶۷ء کے "چراغِ راہ" میں "فکرونظر" کی غلطی کے عنوان سے ماہنامہ "فکرونظر" اور "تجدّد پسندوں" کے بارے میں چالیس صفحے لکھے گئے ہیں۔ اس مضمون میں "چراغِ راہ" کے ان "افکار و مسائل" کا محاکمہ کیا گیا ہے۔ (مدیر)

"چراغِ راہ" اپنی بحث کا آغاز ان الفاظ سے کرتا ہے:-

"ہم ایک عرصہ سے یہ محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارے ملک کے اہل علم کا وہ طبقہ جسے حکومت کی سرپرستی حاصل ہے اور جس نے جدیدیت کے نام پر اربابِ سیاست کی ہر صحیح اور غلط چیز کے لئے علمی اور دینی جواز فراہم کرنے کا کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ وہ نہایت ہی غلط اور سطحی روش اختیار کئے ہوئے ہے اور روز بروز اس کج روی میں مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے۔" (۱)

'چراغِ راہ' ہو، یا جماعت اسلامی کا کوئی اور رسالہ وہ اس قسم کے ارشادات سے خالی نہ ہوگا۔ یہ حضرات اصل میں عملی مسائل سے عوام کی توجہ ہٹا کر تجدّد پسندی اور قدامت پسندی کی نظری بحث میں اُلجھا کر ان کے جذبہ اسلامیت کا ناجائز فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔ ان عملی مسائل کا ذکر ابھی آگے آتا ہے۔ اور جس طرح یہ حضرات ان مسائل کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں اس کی تمام تفصیلات قارئین کے سامنے لائی جائیں گی۔ لیکن ان مسائل کے بارے میں شرعی دلائل کا ان

---

(۱) ماہنامہ "چراغِ راہ" بابت اگست ۱۹۶۷ء صفحہ ۵

حضرات نے کبھی جواب نہیں دیا۔ چراغِ راہ کے مدیر نے اگست کی اشاعت میں پورے چالیس صفحات کا اداریہ "تجدد پسندی" کے خلاف سپردِ قلم کیا ہے۔ لیکن مسائل زیرِ بحث کے متعلق ایک شرعی دلیل بھی نہیں دی۔ اور نہ ہی ان چالیس صفحات میں کوئی ایسا شرعی مسئلہ بدلائل پیش کیا ہے۔ جس میں "تجدد پسندوں" نے حکومت کی ناجائز تائید کی ہو۔ ہاں اس اداریہ کو علیحدہ کتابی صورت میں شائع کر کے اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت ضرور کی جارہی ہے۔ (۲)

اب ان مسائل کی تفصیلات دیکھئے جن کے بارے میں یہ حضرات "تجدد پسند" "کج رو" "حکومت کے خوشامدی" اور معلوم نہیں کیا کیا خطاب دیتے ہیں۔ اربابِ سیاست نے جن اسلامی معاملات میں دخل دیا ہے ان کی فہرست کوئی بہت لمبی چوڑی نہیں، یہ صرف دو مسائل ہیں جن کا جواز "کج رو" اہلِ علم نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ ایک مسئلہ ہے عائلی قوانین اور دوسرا ہے خاندانی منصوبہ بندی۔ ان مسائل کی شرعی حیثیت کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ جن کا "علمی تحقیقات کرنے والوں" نے ہمیشہ بلیک آوٹ کیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ پُرلطف بات یہ ہے کہ پہلے مسئلہ یعنی عائلی قوانین کے متعلق آج سے بیس سال پہلے خود ان کی اپنی علمی تحقیقات وہی تھیں جو آج "تجدد پسند" اور "کج رو طبقہ" پیش کر رہا ہے۔ یہ علمی تحقیقات ان کی کتاب "حقوق الزوجین" میں اب بھی موجود ہیں۔ راقم نے "فکر و نظر" اکتوبر ۱۹۶۵ء میں حالیہ "عائلی قوانین" کے زیرِ عنوان ان کا تقابلی مطالعہ اہلِ علم کے سامنے پیش کیا ہے۔ دوسرے مسئلہ یعنی خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق سینکڑوں شرعی دلائل میں سے ان حضرات نے کبھی ایک بھی پیش نہیں کیا۔ ان دونوں مسائل کو جس طرح ان حضرات نے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے ان کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

عائلی قوانین

عائلی قوانین اسلامی ممالک میں سب سے پہلے مصر میں آج سے کوئی چالیس سال قبل نافذ ہوئے تھے۔ جن کا ذکر خود ادارہ معارفِ اسلامی کے صدر مولانا مودودی صاحب نے اپنی کتاب "حقوق الزوجین" میں کیا ہے۔ لیکن اب ادارہ کے تحقیقی مجلّہ نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ مصر میں

---

(۲) ایضاً۔

ان کی ابتداء ۱۹۵۸ء سے ہوئی ہے (۳)۔ معلوم نہیں صدر ادارہ کے یہ الفاظ جو انھوں نے آج سے تیس پینتیس سال پہلے فرمائے تھے ان کی نظروں سے نہیں گزرے۔

"مصر میں جب (MIXED TRIBUNALS) قائم کئے گئے تو وہاں بھی ایک ایسے مجموعہ قوانین کی ضرورت محسوس کی گئی تھی جن میں نہایت مستند ماخذ سے تمام ضروری قوانین یکجا مرتب کر دیئے گئے تھے۔ چنانچہ حکومت مصر کی ایماء سے قدری پاشا کی صدارت میں علمائے ازہر کی مجلس نے اس کام کو انجام دیا اور مجلس کے مرتب کئے ہوئے مجموعہ کو سرکاری طور پر تسلیم کر کے عدالتوں میں رائج کیا گیا ہے۔" (۴)

جن حضرات کی نظر سے مصری عائلی قوانین اور "حقوق الزوجین" گزر چکی ہوں گی وہ یہ بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ "حقوق الزوجین" کا زیادہ تر مواد انہی مصری عائلی قوانین سے لیا گیا ہے۔ اس کی ایک جھلک بندہ "فکر و نظر" اکتوبر ۷۵ء کی اشاعت میں دکھا چکا ہے۔ جن اصولوں پر اس کمیٹی نے کام کیا تھا اس کے متعلق جماعتِ اسلامی کے ایک سابق صدر مولانا امین احسن اصلاحی نے فرمایا تھا کہ "یہ کمیٹی ہمارے نزدیک صحیح اصول پر ایک صحیح مقصد کے لئے بنائی گئی تھی۔" (۵)

ہمارے ملک میں عائلی کمشن نے جو سفارشات پیش کی تھیں وہ بھی کم و بیش انہی مصری عائلی اصلاحات کی بنیادوں پر مبنی تھیں۔ لیکن جب یہ قوانین مصر میں نافذ ہوئے تو وہ "مستند ماخذ" سے مرتب کئے گئے تھے اور اس کمیٹی کا قیام "صحیح اصول پر صحیح مقصد" کے لئے تھا لیکن جب پاکستان میں ان کا نفاذ ہوا تو وہ خلافِ اسلام قرار پائے۔ یہ پیچیدگی اتنے تک رفع نہ ہوگی جب تک ہم اسے عائلی قوانین کی کم ازکم ایک شق کی تفصیلات بیان کر کے واضح نہ کریں گے۔ اس مقصد کے لئے ہم عائلی قوانین کی سب سے اہم ترین دفعہ طلاقِ ثلاثہ بیک مجلس یا طلاقِ بدعت کے خاتمے کو لیتے ہیں۔ اور یہ ثابت کریں گے کہ مصری قانون، ادارہ معارفِ اسلامی کے صدر کی آج سے پینتیس سال پہلے کی سفارشات اور پاکستان کے عائلی قوانین میں اس کا خاتمہ ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

---

(۳) ماہنامہ "چراغِ راہ"، مارچ ۶۰ء صفحہ ۵۱۔ (۴) حقوق الزوجین صفحہ ۹۰۔

(۵) "چراغِ راہ" اسلامی قانون نمبر، جلد ۲، صفحہ ۳۲، ۴۹۶۔

مصر میں طلاق بدعت کا خاتمہ

مصر میں ۱۹۲۹ء میں جو عائلی قوانین نافذ ہوئے ان میں سے ایک طلاق بدعت کا خاتمہ تھا۔ اس بارے میں جو قانون نمبر ۲۵ جاری کیا گیا تھا۔ اس کے مادہ ثالثہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"الطلاق المقرون بعدد لفظاً او اشارۃً لا یقع الا واحدۃً" اس کی تشریح مصر ہی کے مشہور عالم دین علامہ احمد شاکر نے یوں بیان کی ہے: الغاء وصف الطلاق بالعدد واعتبارہ طلقۃً واحدۃً۔ یعنی دو اور تین طلاقیں جو ایک ساتھ دی گئی ہوں (طلاقِ بدعت) وہ لغو ہیں۔

اسی مصری اصلاح کو سامنے رکھ کر ادارہ معارفِ اسلامی کے صدر اور حقوق الزوجین کے مصنف مولانا مودودی صاحب نے اس بارے میں اپنی سفارش ان الفاظ میں پیش کی تھی:۔

"بیک وقت تین طلاق دے کر عورت کو جدا کر دینا نصوص صریحہ کی بنا پر معصیت ہے۔ علماء امت کے درمیان اس مسئلہ میں جو کچھ اختلاف ہے وہ صرف اس امر میں ہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی کے حکم میں ہیں یا تین طلاق مغلظہ کے حکم میں۔ لیکن اس کے بدعت اور معصیت ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ سب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ فعل اس طریقہ کے خلاف ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے طلاق کے لئے مقرر فرمایا ہے اور اس سے شریعت کی اہم مصلحتیں فوت ہو جاتی ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیں تو حضورؐ غصے میں آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ:۔ العبُ بکتاب اللہ عزّ وجلّ وانا بین اظہرکم۔ (کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیل کیا جاتا ہے حالاں کہ ابھی میں تمہارے درمیان موجود ہوں) (۶)

آخر میں اس برائی کو ختم کرنے کے لئے مولانا موصوف یہ علاج تجویز فرماتے ہیں:۔

"ان خرابیوں کا سد باب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے کر عورت کو جدا کر دینے پر ایسی پابندیاں عائد کر دی جائیں جن کی وجہ سے لوگ اس فعل کا ارتکاب نہ کر سکیں۔" (۷)

حنفی علماء نے جب آپ کے اس مسئلہ اور حقوق الزوجین کے دوسرے مسائل پر اعتراضات کئے تو

---

(۶) حقوق الزوجین، طبع ششم، صفحہ ۱۵۴۔ (۷) ایضاً، صفحہ ۱۵۵

آپ نے ان کو جو مسکت جواب دیا تھا وہ بھی اسی کتاب میں شامل ہے آپ نے ان کو خطاب کرتے ہوئے لکھا تھا کہ قیامت کے دن جب حق تعالیٰ کے سامنے ان گناہ گاروں کے ساتھ ساتھ ان کے دینی پیشوا بھی پکڑے ہوئے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ سے باز پرس کے جواب میں اُمید نہیں کہ کسی عالمِ دین کو کنز الدقائق اور ھدایہ اور عالمگیری* کے مصنفوں کے دامن میں پناہ مل سکے گی۔ (۸)

قارئین جانتے ہوں گے کہ پاکستان میں اسلامی قانون کے نفاذ کے لئے صرف حکومت سے مطالبہ کرنے میں یہ لوگ پیش پیش ہیں۔ اب یہ اسلامی قانون جو ان کی سفارشات کے عین مطابق تھا تو ان لوگوں کو کم از کم اس کا خیر مقدم کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن آپ حیران ہوں گے کہ جن کتابوں کا حوالہ دے کر حنفی علماء کو ڈراتے تھے کہ قیامت کے دن ان کے دامن میں پناہ نہ مل سکے گی، اپنی سیاسی مجبوریوں کی بنا پر انہیں کے دامن میں خود پناہ لی اور وہ قانون جو ان کی اپنی سفارشات کے عین مطابق تھا یہ کہہ کر اس کی مخالفت کرنے لگے:۔

"بلا شبہ یہ چیز بعض فقہی مذاہب کے نزدیک درست ہے لیکن حنفی مذہب کے خلاف ہے (؟) حنفی مذہب میں اگر تین طلاق بیک وقت دیئے گئے ہوں تو اس سے طلاق مغلظ واقع ہو جاتی ہے۔ اور مطلقہ عورت سے اس کا سابق شوہر نہ تو مدت عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور نہ عدت گزر جانے کے بعد اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، جب تک اس کی تحلیل نہ ہو جائے۔ اس ملک کے باشندوں کی عظیم اکثریت حنفی ہے۔ ان حنفی باشندوں کو جو اعتماد امام ابو حنیفہ اور مذہبِ حنفی کے ائمہ و فقہاء کے علم و تقویٰ پر ہے وہ اعتماد آج کل کے قانون سازوں پر نہیں" (۹)

طلاقِ بدعت کے خاتمہ کو روکنے کے لئے صرف اسی اعتراض پر ہی اکتفاء نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس خاتمہ کو روکنے کے لئے ملک گیر مہم چلائی گئی۔ اب بھی مدیر چراغِ راہ نے بار بار عائلی قوانین کا نام لے کر "تجدد پسندوں" کو مطعون کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ اللہ آج سے تیس سال پہلے

---

* حنفی فقہ کی مشہور کتابیں (۸) حقوق الزوجین، صفحہ ۹۸۔

(۹) عائلی قوانین پر علماء کے اعتراضات، صفحہ ۱۸، ۱۹ مطبوعہ پبلک آرٹ پریس پشاور

حنفی علماء نے مولانا کی تجویز پر جب بھی اعتراض کیا تھا تو آپ نے ان کو یہ سخت جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہیں ھدایہ اور عالمگیری کے مصنفوں کے ہاں پناہ نہ مل سکے گی۔ لیکن آج جب ان کی اپنی تجویز قانونی شکل اختیار کر چکی ہے تو ان ہی کتابوں کے مصنفوں کے علم و تقویٰ کا واسطہ دے کر اس کی مخالفت کرنے لگ گئے۔ حالاں کہ جس چیز کو حنفی مذہب کے خلاف قرار دیا جا رہا ہے وہ حنفی مذہب میں طلاق دینے کا سب سے احسن طریقہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ادارہ معارف اسلامی کے علمی تحقیقات کرنے والے اہل علم کو اس تضاد بیانی کا کبھی احساس نہیں ہوا، ورنہ وہ اس کا الزام "تجدد پسندوں" کے سر نہ تھوپتے۔

ہم نے یہ سمجھا کہ شاید یہ حضرات اپنے پُرانے اجتہادی مسلک کو چھوڑ کر جب کہ وہ کسی مخصوص فقہ کی تقلید کو کفر کے برابر سمجھتے تھے (۱۰) اور خیر باد کہہ کے سچے دل سے حنفی مذہب کے پیرو کار بن گئے ہیں۔ کیوں کہ اگر دیانت داری سے ایسا کر بھی لیا جائے تو کوئی معیوب امر نہیں۔

خاندانی منصوبہ بندی

لیکن جلد ہی ایک ایسا موقع آ گیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ تبدیلی کتنے اخلاص پر مبنی ہے۔ یہ موقع خاندانی منصوبہ بندی میں حکومت کی دلچسپی تھی۔ سلف صالحین سے اس کے جواز کے بارے میں اتنی تفصیلات منقول ہیں کہ کوئی بڑا ہی کج ذہن ان پر پردہ ڈال سکتا ہے۔ آج بھی ان تفصیلات کو دیانت داری سے پیش کر دیا جائے تو ان پر کسی اضافے کی کوئی گنجائش نہیں۔ احادیث رسولؐ، عملِ صحابہ اور ائمہ اربعہ کے فتاویٰ اور دوسرے سلف صالحین کی تصریحات سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ انہی دینی دلائل کی بنا پر "اخوان المسلمین" کے اہلِ علم نے حکومت سے اختلاف کے باوجود اسے اپنی سیاست چمکانے کے لئے خلافِ اسلام قرار نہ دیا۔ اگرچہ چاروں ائمہ اس کے جواز پر متفق ہیں (۱۱) لیکن حنفی فقہ میں جزئیات کی حد تک اس بارے میں تمام تفصیلات موجود ہیں۔ بلکہ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں تو منقول ہے کہ وہ اسے قرآن مجید سے ثابت کرتے تھے۔ ان کا یہ مسلک قاضی ابوبکر جصاص کی تفسیر "احکام القرآن" جسے "ادارہ معارفِ اسلامی" اُردو میں منتقل کر رہا ہے، میں بھی پایا جاتا ہے۔ علامہ جصاص آیت نساؤکم حرثٌ لکم کی تفسیر

---

(۱۰) رسائل و مسائل، حصہ اوّل صفحہ ۲۴۶۔ (۱۱) مختصر الفتاویٰ المصریہ۔ صفحہ ۴۲۶۔

کے ذیل میں امام صاحب کا مسلک ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:۔

وقد روی عن ابن عمرؓ فی قولہ (نساءکم حرث لکم) قال کیف شئت ان شئت عزلاً او غیر عزل، رواہ ابوحنیفۃ عن کثیر الریاح الاصم عن ابن عمر، وروی نحوہ عن ابن عباس وھذا عندنا فی ملک الیمین وفی الحرۃ اذا اذنت فیہ وقد روی ذلک علی ماذکرنا من مذھب اصحابنا عن ابی بکر وعمر وعثمان وابن مسعود وابن عباس وآخرین غیرھم۔ (۱۲)

(ترجمہ) (تمہاری بیویاں تمہارے لئے بمنزلہ کھیتیاں ہیں) کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ چاہے عزل کرو یا نہ کرو۔ امام ابوحنیفہؒ نے کثیر الریاح الاصم سے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور حضرت ابن عباس سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔ ہمارے نزدیک یہ عام اجازت صرف لونڈی تک مخصوص ہے۔ آزاد عورت سے عزل کرنے کے لئے اس کی اجازت کی ضرورت ہے۔ حنفی مذہب کا یہ مسلک حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے اجل صحابہ سے مروی ہے۔"

عزل کی اصطلاح کی تعریف عام طور پر فقہاء نے وہی بیان کی ہے جو مدیر چراغ راہ کی تصریح کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف "شاہکار کتاب" میں مفتی محمد شفیع صاحب نے بیان کی ہے قارئین بھی اس پر ایک نظر ڈال لیں۔ فرماتے ہیں:۔

"اس کی (یعنی خاندانی منصوبہ بندی کی) جو صورت اس زمانے میں معروف تھی اسے عزل کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے مادہ تولید رحم میں نہ پہنچنے پائے خواہ مرد کوئی صورت اختیار کرے یا عورت فم رحم کو بند کرنے کی کوئی تدبیر کرے۔" (۱۳)

سلف صالحین نے جن جن مقاصد کے لئے ضبط ولادت کی اجازت دی ہے ان میں چند ایک درج ذیل ہیں:۔

---

(۱۲) احکام القرآن للجصاص، جلد ۱، صفحہ ۴۱۷۔

(۱۳) ضبط ولادت عقلی اور شرعی حیثیت سے، مطبوعہ کراچی، صفحہ ۲۱۔

(۱) امام شافعیؒ نے زیادہ عیال داری سے بچنے کے لئے۔ (۱۴)
(۲) احناف نے ہونے والی اولاد کے بُرے ماحول میں پڑ جانے کے خدشہ کی وجہ سے۔ (۱۵)
(۳) امام غزالیؒ نے معاشی وجوہ اور عورت کی صحت کی حفاظت کے لئے۔ (۱۶)
(۴) ماں اور بچہ کی صحت کا خیال کرتے ہوئے دو بچوں میں مناسب وقفہ وغیرہ وغیرہ

ہمارے دینی لٹریچر میں سلف سے لے کر خلف تک سب اس کے جواز کے متعلق لکھتے آتے ہیں۔ فقہ کی شاید ہی کوئی کتاب ہو جس میں یہ مسئلہ پوری تفصیل سے موجود نہ ہو۔ لیکن علمی تحقیقات کے اجارہ داروں نے ان سینکڑوں ہزاروں کتابوں میں سے ایک لفظ بھی کبھی نقل نہیں کیا۔ اب خلف صالحین کا مسلک دیکھئے اور وہ بھی اس تفسیر سے جس کی علمی حیثیت کے نہ صرف یہ معترف ہیں (۱۷) بلکہ برصغیر ہند و پاک کے تمام اہلِ علم اسے سند قرار دیتے ہیں۔ یہ شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تفسیر عزیزی ہے۔ اس بارے میں آپ یہ فیصلہ دیتے ہیں:۔

"وتجویز عزل بروایاتِ صحیحہ مشہورہ است لا شبہۃً فیہا۔ واستعمال دوائے قبل از جماع یا بعد ازاں کہ مانع از انعقاد نطفہ گردد نیز مانند عزل جائز است۔" (۱۸)

(ترجمہ) صحیح اور مشہور احادیث کی بنا پر عزل جائز ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں۔ اور ضبط ولادت کے لئے جماع سے پہلے یا اس کے بعد دوا وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔"

خلف صالحین کی جس دوسری کتاب کا نام یہ حضرات بڑی عزت سے لیتے ہیں، وہ نیل الاوطار ہے۔ اس میں بھی ضبطِ ولادت کا جواز موجود ہے۔ بلکہ اخوان المسلمین کے ایک چوٹی کے عالم علامہ البہی الخولی نے اس کے جواز کے بارے میں اپنی کتاب "المرأۃ بین البیت والمجتمع" میں جو فیصلہ

---

(۱۴) تفسیر روح المعانی۔ علامہ آلوسی، جلد ۴، صفحہ ۱۷۶۔
(۱۵) شامی۔ علامہ ابن عابدین جلد ۲، صفحہ ۳۸۹۔
(۱۶) احیاء العلوم الدین، جلد ۲، صفحہ ۵۱۔
(۱۷) چراغِ راہ، اپریل ۱۹۶۷ء صفحہ ۸۔
(۱۸) تفسیر عزیزی، مطبوعہ فتح الکریم پریس بمبئی، پارہ ستیواں، صفحہ ۷۷۔۷۸۔

دیا ہے اس کی تائید میں نیل الاوطار سے بھی دلائل نقل کیے ہیں۔ ان حضرات کی دیانتِ علمی ملاحظہ ہو کہ اپنے مقاصد کے لئے علامہ البہی الخولی کی مذکورہ بالا کتاب کا کئی مقامات پر حوالہ دیتے ہیں۔ لیکن حرام ہے کہ کبھی ان کے اس مسئلہ کے بارے میں اشارہ تک بھی کیا ہو۔ اسی طرح "اخوان المسلمین" کے بانی جناب حسن البنا نے مصر کی خاندانی منصوبہ بندی کونسل میں اس کے جواز کے بارے میں جو تقریر فرمائی تھی اور وہ المسلمون میں بھی چھپی تھی، اس کا مکمل بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ حالاں کہ علمی تحقیقات کا یہ ادارہ ان کے ایک ایک لفظ کو اُردو میں منتقل کر رہا ہے۔

ہاں ایک اور حقیقت بھی ذہن نشین رہے کہ صحابہ کرامؓ ضبطِ ولادت کی اس اجازت کو کوئی انفرادی عمل نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ اس کی ضرورت محسوس کرتے تھے اور اس کی ترغیب دیتے تھے۔ مشہور صحابی اور اسلامی سپہ سالار حضرت عمرو بن العاصؓ فاتح مصر نے جب مصر میں آبادی کی کثرت دیکھی تو آپ نے ایک مشہور خطبہ دیا۔ اس میں خاندانی منصوبہ بندی کی بھی ترغیب تھی۔ ان کے خطبہ کے یہ الفاظ ملاحظہ ہوں :۔

"ایاکم وکثرۃ العیال" (۱۹) تم لوگ کثرتِ عیال سے بچو۔

---

(۱۹) فتوح مصر، صفحہ ۱۳۹ و النجوم الزاہرۃ، جلد ۱ صفحہ ۷۲